حرمت مصاہرت

اور ہمارا سماج

خطاب

مُفتی احمد اللہ نثارؔ قاسمی

خادم دارالعلوم رشیدیہ حیدرآباد

جمع وترتیب

مفتی سید سلمان قاسمی

استاد دارالعلوم رشیدیہ مہدی پٹنم حیدرآباد

دارُالعُلوم رشیدیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرمت مصاہرت

اور

ہمارا سماج

خطاب

مفتی احمد اللہ نثار قاسمی

ناظم دارالعلوم رشیدیہ مہدی پٹنم حیدرآباد

جمع وترتیب

مفتی سید سلمان قاسمی

استاد دارالعلوم رشیدیہ مہدی پٹنم حیدرآباد

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱	مصاہرت کس کو کہتے ہیں؟	۵
۲	حضرت حمزہؓ رضاعی بھائی ہے	۶
۳	حرام کس کہتے ہیں؟	۶
۴	اصطلاح شرع میں حرام	۷
۵	حرمت مِصاہرت قرآن کی روشنی میں	۷
۶	حرمت مصاہرت حدیث کی روشنی میں	۸
۷	معاشرہ کیسے بنتا ہے؟	۱۰
۸	رشتوں کا احترام کریں	۱۰
۹	رشتوں کے تقدس کی حفاظت	۱۱
۱۰	قریب کے رشتوں کی حرمت اور سائنس	۱۲
۱۱	صحیح نسبت منسوب کرو	۱۳
۱۲	رضاعت کی وجہ سے حرام	۱۴
۱۳	موجودہ حالات کا تجزیہ	۱۴
۱۴	شریعت رحمت ہے	۱۵
۱۵	حرمت مصاہرت کے اسباب	۱۶
۱۶	حرمت مصاہرت کے لیے شہوت ضروری ہے	۱۷
۱۷	عورت پر نظر کے سبب حرمت	۱۷

۱۸	مرد پر نظر کے سبب حرمت مصاہر	۱۸
۱۹	خسر کا بہو کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنا	۱۸
۲۰	سالی کے ساتھ زنا کا حکم	۱۹
۲۱	پیشانی چومنے یا معانقہ کرنے کا حکم	۱۹
۲۲	چچی اور ممانی سے پردہ کرنا چاہیے	۲۰
۲۳	امیر شریعت مدراس کا اہلیہ کو نصیحت	۲۱
۲۴	مفتی سعید احمد پالنپوریؒ کی رائے	۲۱
۲۵	بیوی کو علیحدہ گھر میں رکھنے کا حکم	۲۲
۲۶	گھر میں اجازت لیکر داخل ہوا گرچہ ماں یا بہن ہو	۲۴
۲۷	کسی کے گھر میں بغیر اجازت نظر ڈالنے پر وعید	۲۵
۲۸	حرمت مصاہرت کے دو واقعات	۲۶
۲۹	عورت کا کیا قصور	۲۷
۳۰	معاشرہ میں پائے جانی والی خربیاں	۲۹
۳۱	معاشرت کے چند آداب	۳۰

الحمد الله نحمده نستعينه و نستغفره و نومن به و نتو كل عليه و نعو ذبالله من شرور انفسنا و من سيا اعمالنا من يهد ى الله فلامضل الله له و من يضل الله فلاهادى له و نشهد ان لا اله الا الله و نشهد ان محمداً عبده و رسوله، امابعد:

فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم بسم الله الرحمن الرحيم:

"وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا"

وقال تعالى في موضع اخر

"وَ لَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ- اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّ مَقْتًاؕ وَ سَآءَ سَبِيْلًا"

وقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: "لا ينظر الله إلى رجل نظر إلى فرج امرأة وابنتها"۔

وقال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من نظر إلى فرج امرأة، لم تحل له أمها، ولا ابنتها" (۱)

او كما قال عليه الصلوة و السلام

میرے محترم عزیز و بزرگوں اور دوستو:

قرآن مجید کی آیت اور حدیث پاک کی روشنی میں آپ حضرات کے سامنے جو بات عرض کرنی ہے وہ ہمارے سماج کا بہت ہی حساس موضوع ہے یہ موضوع بالکل ہم سب لوگوں کے لیے نیا معلوم ہوگا، اور سماج میں اس عنوان پر بولنا اور سننا بالکل ختم ہو چکا ہے، جبکہ اس موضوع کی اہمیت کے پیش نظر ہر باپ، ہر ماں، ہر ساس، ہر بہو، ہر خسر کو اور شادی ہونے والے تمام رشتہ داروں کو اس موضوع کے مسائل معلوم ہونا چاہیے، لیکن لوگ اس مسئلہ میں بہت غفلت کرتے

(۱) مصنف ابن أبي شيبة (480/3)

ہیں اس واسطے عوام تو عوام بعض خواص میں بھی اس موضوع کو کما حق کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی جاتی، صرف وہ علماء کرام جو سماج کے مسائل کی سنگینی کو سمجھتے ہیں حلال حرام کے فرق کو بہت گہرائی سے جانتے ہیں، وہی علماء اس موضوع پر بولتے اور سنتے ہیں ورنہ اگر اسے بولا اور سنا نہ جائے تو زندگیاں اجڑ جائیں گی، نسلیں حرام رشتوں پر پنپتی رہیں گی، رشتوں کا احترام اور تقدس ختم ہو جائے گا۔

یہ موضوع موجودہ زمانے کے اعتبار سے بہت ہی اہمیت کے لائق ہے، جس کو حرمت مصاہرت کہتے ہیں۔

مصاہرت کس کو کہتے ہیں؟

لڑکا لڑکی کی شادی ہونے کے بعد دونوں آپس میں میاں بیوی ہوں گے، لیکن یہ بیوی کسی کے لیے بہو بنے گی، اس کا کوئی خسر ہوگا، اس کی کوئی ساس ہوگی، اور یہ شوہر، کسی کے لیے داماد بنے گا، اس کی بھی کوئی ساس ہوگی تو نکاح ہونے سے جو خاندان بنتا ہے کوئی خسر، داماد، ساس، بہو یعنی سسرالی رشتہ اس کو مصاہرت کہتے ہیں۔

دونوں کے درمیان میں قرابت پائی جاتی ہے اس کے لیے عربی زبان میں ''نسب'' اور ''صہر'' کے الفاظ مستعمل ہیں، پھر اگر وہ قرابت جس سے خاندانی رشتہ قائم ہوتا ہے اور نسل کا سلسلہ چلتا ہے ''نسب'' کہلاتا ہے، اور اگر وہ قرابت ایسی ہے جو عورتوں کی طرف سے ہو، خسر اور دامادی کا رشتہ قائم ہوتا ہے تو اس کو ''صھر'' کہا جاتا ہے۔

لہذا حرمت مصاہرت کا مطلب یہ ہوا کہ کسی مرد وعورت نے جنسی تعلق قائم کیا تو اس بنا پر اس مرد وعورت کے اصول (ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی) اور فروع (اولاد اور اولاد کی اولاد) ایک دوسرے پر حرام ہو جاتے ہیں، شریعت اور فقہ کی زبان میں اس کو'' حرمت

مصاہرت“ کہا جاتا ہے۔

جس طرح رضاعت (دودھ) کی وجہ سے اور نسب (خونی رشتہ) کی وجہ سے بعض رشتے شریعت میں حرام ہو جاتے ہیں، اسی طرح سمجھنا چاہیے کسی بھی مرد و عورت کے مابین جنسی تعلق کی بنا پر بھی بعض رشتے ایک دوسرے پر حرام ہو جاتے ہیں اسی کا نام حرمت مصاہرت رکھا جاتا ہے۔

حضرت حمزہؓ رضاعی بھائی ہے

نبی کریم ﷺ کو ثوبیہ ابولہب کی باندی نے دودھ پلایا، اسی نے حضور ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ کو بھی دودھ پلایا، حضرت حمزہؓ نبی کے چچا ہیں اور حضرت حمزہؓ رضاعی بھائی بھی ہیں، یعنی حضرت حمزہؓ کو دودھ پلانے والی عورت اور حضرت نبی کریم ﷺ کو دودھ پلانے والی عورت ایک ہی ہے، یہ دونوں رضاعی بھائی بن گئے، اللہ کے نبی کے پاس حضرت حمزہؓ کی بیٹی کا رشتہ آیا تو اللہ کے نبی ﷺ نے یہ فرمایا وہ میرے چچا بھی ہیں لیکن بھائی بھی ہیں، بھائی کی بیٹی سے میں کیسے نکاح کرسکتا ہوں؟

حرام کس کہتے ہیں؟

حرمت کے معنی ہیں ”احترام و عزت“ پس حرمت مصاہرت کے معنی ہوں گے قریبی تعلق کا احترام۔

بعض لوگ کسی چیز کو حرام کہنے کا مطلب یہ سمجھتے ہیں کہ وہ چیز نفرت انگیز ہے، ایسا نہیں ہے، عربی قواعد کے لحاظ سے حرام کا مادہ ”ح، ر، م“ ہے، جس کے معنی روکنے کے ہیں، حرم شریف کو اسی لیے حرم کہتے ہیں کہ شکار، وغیرہ، جو حدود حرم کے باہر جائز ہے، وہ حدود حرم کے اندر جائز نہیں،

قرآن مجید نے چند مہینوں کو حرام قرار دیا ہے وہ بھی اس لیے کہ اس میں جنگ ممنوع ہے، بعض دفعہ کسی شئی یا کسی شخص کے ادب میں کسی فعل سے روک دیا جاتا ہے، اسی لیے اس لفظ میں احترام کا پہلو بھی ہے اور اسی مناسبت سے دنیا کی سب سے افضل مسجد، مسجد حرام کہلاتی ہے۔

اصطلاح شرع میں حرام

اصطلاح شرع میں لفظ حرام کے دو مطلب ہے، حرام یعنی نہایت گندی، گھناونی، ناپاک جیز جیسے خنزیر کا گوشت حرام ہے، دوسرے معنی قابل احترام لائق تقریب، نہایت پاکیزہ، جیسے ماں کا رشتہ حرام ہے۔

حرمتِ مصاہرت قرآن کی روشنی میں

دلیل اول

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا۔ (۱)

"اللہ وہ ذات ہے جس نے پانی سے انسان کو بنایا اور پھر اس کو خاندان والا اور سسرال والا بنایا"۔

اور اللہ پاک نے یہ تذکرہ احسان شمار کرنے کی جگہ پر کیا ہے جو ان رشتوں کی عظمت اور قابل احترام ہونے کی دلیل ہے۔

دلیل ثانی

اور اپنے باپ، دادا کی منکوحہ سے نکاح نہ کرو البتہ جو پہلے ہو چکا (وہ معاف ہے۔) بیشک یہ بے حیائی اور غضب کا سبب ہے، اور یہ بہت برا راستہ ہے۔ "وَ لَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ

---

(۱) الفرقان: ۵۴

مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدۡ سَلَفَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّ مَقۡتًا ؕ وَ سَآءَ سَبِيۡلًا"(۱) اس آیت میں نکاح سے مراد ان حضرات نے ہم بستری لی ہے، خواہ جائز طریقہ پر ہو یا ناجائز طریقہ پر؛ کیونکہ نکاح کا اصل معنی ہمبستری ہی کا آتا ہے، گویا یہ لفظ قرآن مجید میں نکاح کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے؛ اور زنا کے معنی بھی استعمال ہوا ہے، لیکن نکاح کے اصل معنی مرد اور عورت کے تعلق کے ہیں اور یہاں یہی معنی مراد لینے میں احتیاط ہے، "مَا قَدۡ سَلَفَ" ہوا وہ ہو چکا" یعنی جاہلیت کے زمانہ میں تم نے جو ایسے نکاح کر لئے اور اب وہ عورتیں مر بھی چکیں تم پر اس کا گناہ نہیں، کیونکہ وہ گناہ قانون بننے سے پہلے تھے دوسری جگہ ارشاد ہے "وَ لَا تَقۡرَبُوا الزِّنٰۤى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَ سَآءَ سَبِيۡلًا" زناء کے قریب بھی مت جاؤ، یہ بے حیائی والا عمل ہے۔

ان دنوں میں آیتوں میں یہی کہا گیا ہے کہ باپ جس عورت سے نکاح کیا ہے، اس عورت سے نکاح مت کرو، اور زنا کے قریب بھی مت جاؤ کیوں کہ یہ بے حیائی والا عمل ہے۔

حرمت مصاہرت حدیث کی روشنی میں

۱۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی اس شخص کی طرف دیکھے گا بھی نہیں جس نے کسی عورت اور اس کی بیٹی دونوں کی شرمگاہ کو دیکھا ہو، "لا ينظر الله إلى رجل نظر إلى فرج امرأة وابنتها"(۲) مراد دونوں سے ہم بستر ہونا ہے۔

۲۔ابوہانی ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی عورت کی شرم گاہ کو دیکھے، اس پر اس عورت کی ماں اور بیٹی حرام ہو جائیں گی۔

---

(۱)النساء:۲۲

(۲)مصنف ابن أبي شيبة:(480/3)

"قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم: من نظر إلى فرج امرأة، لم تحل له أمها، ولا ابنتها" (۱)

ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ میں زمانہ جاہلیت میں ایک عورت سے زنا کر چکا ہوں، کیا میں اب اس کی لڑکی سے نکاح کرسکتا ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا: میں اس کو جائز نہیں سمجھتا اور یہ بھی جائز نہیں ہے کہ تو ایسی عورت سے نکاح کرے جس کی بیٹی کے جسم کے ان حصوں کو تو دیکھ چکا ہے جو حصے تو بیوی کے دیکھے گا۔

قال رجل: يا رسول الله، إني زنيت بامرأة في الجاهلية وابنتها، فقال النبي صلى الله عليه وآله وسلم" لا أرى ذلك، ولا يصلح ذلك: أن تنكح امرأة تطلع من ابنتها على ما اطلعت عليه منها" (۲)

۳۔ ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے بھائی عبد بن زمعہ تھے، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا دعوی تھا کہ وہ ان کے عزیز ہیں، اور زمانہ جاہلیت میں ان کے مورث اور عبد بن زمعہ کے والدہ کے ناجائز تعلق کی بنا پر ان کی پیدائش ہوئی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غور کیا تو عبد بن زمعہ کی شباہت پر ان کی مماثلت غالب تھی، جن کی طرف سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ منسوب کر رہے تھے ،چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو حکم فرمایا کہ وہ ان سے پردہ کیا کریں۔ (۳)

دیکھیے اس واقعہ میں زنا کی وجہ سے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے پردے کے حکم کو باقی رکھا گیا، اگر حرام کی وجہ سے حلال کی حرمت نہ ہوتی تو حضرت سودہ کو جو بغیر حجاب کے نکلنے کی اجازت تھی وہ ختم نہیں ہوتی ہے۔

(۱) مصنف ابن أبي شيبہ: (3/480)

((۲) مصنف عبد الرزاق الصنعانی (7/201) کتاب الطلاق، باب الرجل يزني بأخت امرأته، برقم: 12784، ط: المجلس العلمی، ہند

(۳) صحیح بخاری: ۶۵

۴۔ ”عن عمران بن حصين في الذي يزني بأم امرأته، قد حرمتا عليه جميعاً“ (۱)
ایک شخص نے اپنی ساس سے زنا کیا تو اس کے بارے میں عمران بن حصین ؓ نے یہ فرمایا کہ اس کی بیوی اس پر حرام ہوگئی ہے۔

معاشرہ کیسے بنتا ہے؟

حرمت مصاہرت رب العالمین کا بنایا قانون ہی پوری انسانیت کے لیے باعث رحمت ہے، ان کا علم وشفقت کی لامحدود وسعتیں انسانوں کے بنائے ہوئے دستور میں آ ہی نہیں سکتا، خدائی شریعت نے دنیا کو آباد کرنے کے لیے ملک قوم خاندان گھر اور فرد کو جامع الاصول دئے، افراد سے گھر اور گھروں سے خاندان، خاندانوں سے قوم، اور قوم سے اقوام، ملک سے عالم بنتا ہے ان میں سے ہر چیز کی متوازن تعمیر وتشکیل نہایت ضروری ہے، تقوی، صبر وتحمل، باہمی تعاون، بڑوں کا اکرام، چھوٹوں کی تربیت، شادی بیاہ وغیرہ کے علاوہ حیاء وعفت کے عنصر کے بغیر کوئی صحت مند معاشرہ نہیں بنایا جاسکتا ہے۔

رشتوں کا احترام کریں

جب نکاح کی وجہ سے دو خاندانوں میں اس طرح کے رشتے جڑ جاتے ہیں تو ان رشتوں کا احترام کرو، نوجوان لڑکا لڑکی کو حکم ہے، ان دونوں کے بڑوں کو حکم ہے، اس نکاح کی نسبت سے جن رشتوں سے جڑے ہے، ان نسبتوں رشتوں کی لاج رکھیں، اور آپس میں ایک دوسرے کا احترام کریں، داماد پر ضروری ہے کہ وہ اپنی ساس پر غلط نگاہ نہ ڈالے، ساس پر ضروری ہے کہ

---

(۱) مصنف عبد الرزاق الصنعانی، كتاب وابنتها، وأختها، ج:7، ص:200، برقم:12776، ط:المجلس العلمي، هند

جسے اپنی بیٹی دے کر داماد بنایا ہے، داماد کو بری نیت سے نہ دیکھے، شہوت کی نگاہ سے نہ دیکھے، باپ نے بیٹے کا نکاح کرکے بہو لایا ہے اس خسر کو حکم ہے کہ اپنی بہو پر، بری نگاہ نہ ڈالے اس رشتے کا احترام کرے۔

اس لئے علماء کہتے ہیں شادی کے بعد سالی کی عزت کرنا، سالہ کی عزت کرنا خسر کی عزت کرنا، دونوں پر ضروری ہے، نند کی عزت کرنا، دیورانی، جیٹھانی کی عزت کرنا دونوں پر ضروری ہے، ایک دوسرے کے خاندان کا احترام رکھو، چنانچہ علماء نے یہاں تک کہا ہے کہ بیوی کے بھائی کو سالہ مت کہو، سالہ سماج میں گالی ہے اور ادھر سالہ کہہ کر تم اپنی بیوی کے بھائی کو گویا کہ گالی دے رہے ہو۔

رشتوں کے تقدس کی حفاظت

اللہ تعالی نے نکاح کے ذریعہ عورت سے فائدہ اٹھانے کچھ قوانین بنائیں ہیں تاکہ لذت بخشی کا سلسلہ عیاشی و بے حیائی تک نہ پہنچے، اس کے لیے اللہ نے کچھ حدود و قیود مقرر کیے گئے ہیں، جن میں سب سے بنیادی چیز خوف خدا ہے، اس کو قرآن کریم نے "اتقوا ربکم" وغیرہ کے الفاظ سے بیان کیا ہے، اور اسی کے ساتھ قرآن نے اس خوبصورت رشتہ کو تقدس اور محرمیت عطا کرتے ہوئے لباس زندگی کا معنی خیز نام دیا ہے۔

"هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ"

یعنی مرد و عورت کے درمیان رشتے کی جو نزاکت وحساسیت ہے، اس کا پردۂ راز میں رہنا ضروری ہے، جب ہی جا کر ایک دوسرے کے عیوب ونقائص آشکار ہونے سے بچ سکتے ہیں، اور رشتوں کے تقدس کا وقار بھی محفوظ رہ سکتا ہے، قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے "وَ كَيْفَ

تَأْخُذُونَهُ وَقَدْ أَفْضَىٰ بَعْضُكُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ وَأَخَذْنَ مِنْكُمْ مِيثَاقًا غَلِيظًا"(۱) اللہ رب العزت نے اس آیت ذریعہ اس رشتہ کے نزاکت اور رازداری کا احساس دلایا ہے، اور اسی تصور کی بنیاد پر اسلام نے محرمیت کا نظام قائم کیا، اور خاص کر قریب ترین رشتہ داروں کو ایک دوسرے کے لیے حرام قرار دیا، تاکہ ایک دوست قریب ترین رشتوں کے سامنے بے حجاب ہونے سے محفوظ ہوسکیں، ورنہ ایک ہی حمام میں باپ اور بیٹے یا ماں اور بیٹی دونوں بے حجاب ہوں تو رشتوں کا احترام باقی نہیں رہیگا۔

قریب کے رشتوں کی حرمت اور سائنس

حرام رشتوں یا فقہ کی اصطلاح میں محرم ہونے کی اساس بھی یہی ہے کہ رشتے قابل احترام ہیں، ان رشتوں میں تقدس اور پاکیزگی ہے، اور ان رشتوں کے ساتھ نکاح کے تعلق کی ممانعت ہے، اور غور کیا جائے تو کچھ رشتوں کو حرام قرار دیئے جانے میں بڑی حکمت و مصلحت ہے، اور اس سلسلے میں چند باتیں قابل لحاظ ہیں:

رشتوں کی حرمت شک و شبہ اور بدگمانی کو دور کرتی ہے، اور برائی کے خیال سے بھی لوگوں کو بچاتی ہے، بیٹیوں کو نکاح تک باپ کی پرورش میں رہنا ہے، اسی گھر میں دادا، نانا، چچا اور بھائی بھی ہوتے ہیں، ماں کو اپنی اولاد کے ساتھ رہنا ہوتا ہے، حرمت کی یہ دیوار ان رشتوں کو پامال ہونے سے بچاتی ہے، خود ان رشتہ داروں کے لیے اس تعلق کا تصور بھی گراں خاطر ہوتا ہے، دوسرے اس ماحول سے نکل کر جب لڑکی اپنے شوہر کے یہاں جاتی ہے تو اس کا دل بھی شکوک وشبہات کے کانٹوں سے محفوظ رہتا ہے؛ حالانکہ اگر اسی لڑکی نے غیر محرم رشتہ داروں کے

---

(۱) النساء:۲۱

درمیان زندگی گزاری ہو تو بعض مرتبہ بدگمانیاں جنم لیتی ہیں۔

سائنسی طور پر یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ قریب ترین رشتہ دار مرد و عورت کو جنسی کا ارتباط پیدا ہونے والی نسل کے لیے نہایت مضر اور نقصاندہ ہے، اور اس بات کا اندیشہ ہے کہ پیدا ہونے والا بچہ ذہنی طور پر معذور ہو، یا کسی اور پہلو سے پیدائشی نقص کا شکار ہو۔

بعض رشتوں کی حرمت اس لئے ہے کہ کہیں محبت کے رشتے بغض و عناد کے تعلق میں تبدیل نہ ہو جائیں، دو بہنوں، خالہ اور بھانجی، پھوپھی اور بھتیجی میں کس قدر انس ہوتا ہے، وہ محتاج بیان نہیں، اگر ان دو قریبی رشتہ مندوں کو ایک مرد اپنے نکاح میں لے آئے تو یقینی طور پر یہ محبت رکاوٹ میں اور جذبہ ایثار و وفا آتش و جفا میں تبدیل ہو جائے گی۔

اس لیے کچھ رشتوں کا حرام ہونا انسانی فطرت اور سماجی مصلحت کے عین موافق ہے، کیونکہ انسان کے خالق و مالک سے بڑھ کر اس کے مصالح، جذبات اور فطرت کے مطالبات سے کوئی اور ہستی واقف نہیں ہو سکتی۔(۱)

صحیح نسبت منسوب کرو

ہمارے معاشرہ میں بعض مرتبہ نسبت غلط ہونے کی وجہ سے نیتوں میں فساد پیدا ہوتا ہے، جیسے شوہر کا بھائی یعنی دیور ہے، مجھے اپنی بیوی کے بارے میں کچھ کہنا ہے کہ گھر میں طبیعت خراب ہے یا فلاں جگہ جانا ہے، تو یہ نہیں کہیں گے "تمہاری بھابی" بیمار ہے اسے ہاسپٹل جانا ہے، اس طرح سے نسبت کرنا ہے آدمی کے اندر فاسد نیت پیدا کرتا ہے، اس طرح سے کہو کہ "میری بیوی بیمار ہے" صاف وضاحت کرو۔

ہمارے نوجوان حرام تعلقات کے بارے میں اپنے قریبی دوستوں و رشتہ داروں سے

(۱) جدید فکری مسائل۔ جلد دوم۔ 45۔

اپنے ناجائز تعلقات کے بارے میں کہتے ہیں، یہ میری ہے، مجھے اس سے شادی کرنا ہے، یہاں شرم نہیں آتی لیکن حلال تعلقات میں وضاحت کرنے میں شرم آتی ہے۔

رضاعت کی وجہ سے حرام

اگر کسی عورت نے کسی بچے کو دودھ پلایا جیسے کبھی گھروں میں ہوتا ہے کہ ماں کو دودھ نہیں آرہا ہے، تو بہن اپنی بہن کے بچے کو دودھ پلا دیتی ہے، یعنی بچے کی خالہ اپنے بھانجے کو دودھ پلا دیتی ہے، اب یہ خالہ اس بچے کے لیے ماں کے درجہ میں ہوگئی، اب اس بچہ کا خالہ کی بیٹی سے کبھی نکاح کرنا جائز نہیں ہوگا، خالہ کی بیٹیاں اور یہ بچہ جسے اس نے دودھ پلایا ہے، چاہے وہ بچہ بہن کا ہو یا محلے یا بستی کا کوئی بھی بچہ ہو، دودھ پینے کی جو عمر ہوتی ہے دو سال کے اندر اگر اس عورت نے محلے کی کسی بھی بچے کو دودھ پلایا، اس کے خاص بچے اور دودھ پینے والے وہ بچے بھائی بہن بن جائیں گے، یہ عورت ان سب کی ماں بن جائے گی یہ مقدس رشتہ ہے اور یہ ماں اور بیٹے بن جائیں گے۔

موجودہ حالات کا تجزیہ

بچپن میں مامی نے دودھ پلا دیا، خالہ نے دودھ پلا دیا، پھوپی نے دودھ پلا دیا، اب بڑے ہو گئے، اسی بچے کو رشتہ پھوپی کے گھر سے آرہا ہے، خالہ کے گھر سے آرہا ہے، دودھ نہیں پلایا جائے تو خالہ کی بیٹی سے تایا کی بیٹی سے چاچا کی بیٹی سے ماموں کی بیٹی سے سب سے نکاح درست ہے؛ لیکن دودھ پلا دینے کے بعد بھائی بہن بن گئے، اب نکاح جائز نہیں لیکن کتنے خاندان ایسے دیکھے جاتے ہیں جہاں علم نہیں ہونے کی وجہ سے رضاعت کی حرمت پائی جارہی ہے۔

لڑکا لڑکی دونوں آپس میں گرل فرینڈ بوائے فرینڈ بن چکے ہیں، ہم انہیں جدا نہیں کر سکتے ہیں، اس واسطہ جو رشتہ پہلے حرام ہو چکے ہیں، اس حرام رشتے کو مفتی صاحب کے ذریعہ سے حلال کروانا چاہتے ہیں، یاد رکھ لیں مفتی صاحب جو سنتے ہیں اس کا جواب بتانے کے مکلف ہیں، اگر مفتی صاحب غلط مسئلہ بھی بتادے ظاہر کے لحاظ سے وہ رشتہ بھی حرام ہی رہے گا، مفتی صاحب کے حلال کہنے سے حلال نہیں ہوتا، کیوں کہ مفتی صاحب کو حرام کو حلال بنانے کی اجازت نہیں ہے، جو حرام پہلے ہو چکا ہے، مفتی صاحب اس حرام کو حلال نہیں بنا سکتے ہیں۔

شریعت رحمت ہے

یہ اللہ کا قانون ہے شریعت کی ہدایات ہیں، علماء اپنی طرف سے گھڑ کر بیان نہیں کرتے ہیں، اللہ کے قانون میں حکمت بھی ہے، شفقت بھی ہے، رحمت بھی ہے، وسعت بھی ہے، تمام پہلوؤں کو رکھ کر اللہ تعالی نے بندوں کے لیے قانون بنایا ہے، ہرگز یہ نہ سمجھیں کہ شریعت کتنی مشکل ہے، قانون اسلامی کے اندر اگر مشکل سمجھو گے تو اس کے نتیجے کیا ہوں گے؟ اگر کسی کے گھر میں جوان خوبصورت بہو ہے، عمدہ کپڑوں میں ملبوس ہے اور گھر میں خسر ہے وہ بھی پچاس سال عمر کا ہے یا ادھیڑ عمر کا ہے، اس میں جوانی کا جوش ہے یا ادھیڑ عمر کا جوش ہے، اگر خدانہ کرے اس خسر نے اپنی بہو کو شہوت کے ساتھ بوسہ لے لیا، چھیڑ چھاڑ کرنے لگا، گندی باتیں کرنے لگا، اور بیٹا باہر کہیں دبئی وغیرہ میں رہتا ہے، ایسے موقع پر وہ عورت چاہتی نہیں ہے کہ اس کا خسر اس کے ساتھ یہ رویہ اختیار کرے، لیکن مجبوراً اس کو سسرال کے گھر میں رہنا پڑتا، ہو تو بتائیے! اس عورت پر ظلم ہے یا نہیں ہے، اس کے بیٹے کو جب معلوم ہوگا کہ میرا باپ میری بیوی کے ساتھ اتنی گھٹیا حرکت کرتا ہے تو بیٹا اگر اسلام کا پابند نہیں ہوگا تو بیٹا ہی باپ کا قتل کردیگا، کہ میری بیوی کے ساتھ ایسا کرتے ہو، یا گھر سے ہی نکال دیگا۔

حرمت مصاہرت کے اسباب

دواعی وطی ہیں لمس ۔نظر۔لمس یعنی چھونا،نظر یعنی عورت کی فرج داخل کی طرف مرد کا دیکھنا یا مرد کے عضو خاص کو عورت کا دیکھنا۔(۱)

حضرت عمرؓ کی رائے بھی یہی تھی کہ آپ کے پاس ایک باندی تھی،جس سے انہوں نے خلوت اختیار کی تھی،ان کے صاحبزادے نے وہ باندی آپ سے مانگی تو آپ نے فرمایا:تمہارے لیے وہ حلال نہیں ہوسکتی،ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے یہ کہہ کر دیا کہ تم اس سے چھیڑ چھاڑ نہ کرنا۔(۲)

وطی کے بجائے میں محض مقدمات وطی،یا دواعی وطی پائی جائیں:مثلاً بوس وکنار کیا،جسم کو ہاتھ لگایا جائے تو اس کے لیے بھی شرائط یہ ہے کہ چھونے والے اور جس کو چھوا جائے کہ درمیان کوئی حائل نہ ہو،یا ہو تو بھی اس قدر باریک ہو کہ ایک بدن کی گرمی دوسرے کے پہنچنے میں مانع نہ ہو۔

جو بال سر سے ملے ہوئے ہیں صرف ان کو چھونے شہوت کے ساتھ چھونے سے حرمت مصاہرت ثابت ہوگی،مگر جو بال سر سے لٹکے ہوئے ہیں ان کے چھونے سے حرمت ثابت نہیں ہوگی۔

---

(۱) قال النووی :"ان باشرامرأة دون الفرج بشھوة فی ملک اوشبھه بان قبلها اولمس شیئامن بدنها فهل یتعلق بذلک تحریم المصاهرة وتحرم علیه الربیبة"۔المجموع شرح المهذب:۲۲۹/۱۶

(۲)"عن عمربن الخطاب انه خلابجارة له فجر دها وان ابناله استوهبها منه فقال له عمر:انها لاتحل لک وحدیث عمر فی الموطاعن مالک انه بلغه ان عمر ان عمربن الخطاب وهب لابنه جاریة فقال له تمسها فانی قد کشفتها"(معرفة السنن ولاثار:حدیث:۱۳۸۳

حرمت مصاہرت کے لیے شہوت ضروری ہے

چھوتے وقت دونوں میں سے کسی ایک میں شہوت کا ہونا ضروری ہے، تب ہی حرمت ثابت ہوگی اور شہوت کا مطلب مرد کے لیے یہ ہے کہ اگر پہلے سے آلہ تناسل میں حرکت نہ ہوتو حرکت اس وقت پیدا ہو جائے اور اگر پہلے سے ہوتو اس میں اضافہ ہو جائے، اگر انتشار نہ ہوتا ہو، مثلا بوڑھا یا نامرد ہوتو دل میں دھڑکن اور ہیجان پیدا ہو جائے، یا پہلے سے ہوتو اس میں اضافہ ہو جائے۔

عورتوں کے لیے شہوت کا معیار یہ ہے کہ دل میں دھڑکن و ہیجان پیدا ہو جائے، اور اگر پہلے سے ہوتو اس میں اضافہ ہو جائے، اس بات کو بھی ذہن میں رکھنا چاہیے کہ عورت و مرد کے درمیان جسم کے کسی حصے میں چھونا پایا جائے وہ ہاتھ سے چھونے کے حکم میں ہے۔(۱)

عورت پر نظر کے سبب حرمت

نظر کے سبب حرمت بدن کے کن کن حصوں کو کس طرح کتنی مدت دیکھنے سے حرمت ثابت ہوتی ہے؟ اس سے متعلق فقہاء فرماتے ہیں کہ: دیکھنے والا مرد ہوتو عورت کے اندرونی شگاف کی طرف دیکھنا جو گول ہوتا ہے، موجب حرمت ہے، اس کے علاوہ بدن کے کسی اور حصے کو دیکھنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی، اور یہ بات اسی وقت ممکن ہے کہ جب عورت ٹیک لگا کر بیٹھی ہو یا کوئی اور حالت ٹیک لگانے کے مانند ہو، ظاہر ہے کہ یہ عورت تنہائی یا تنہائی میں بے تکلفی یا حد سے بڑھی ہوئی عریانیت کے بغیر ممکن نہیں، اور ایسے حالات میں اکثر زنا میں ملوث ہونے کا اندیشہ

(۱) ”وجود الشهوة من احدهما يكفى“(تبيين الحائق: ۲۴۳/۵)وحدة الشهوة ان تنتشر آلته بالنظر والمس، وان كانت منتشرة فتزاد شدة والمحبوب والعنين يتحرك قلبه بالاشتهاء اويزداد اشتهاء

ہوتا ہے، اس کے علاوہ جسم کے دیگر حصوں کو یہاں تک کہ شرمگاہ کے بیرونی حصوں کو بھی چاہے کتنی ہی شوہت سے نگاہ ڈالی گئی ہو حرمت مصاہرت ثابت نہ ہوگی، اس لیے کہ جسم کے عام حصوں سے نگاہ بچانا بہت مشکل ہے، عورت کی شرمگاہ کا بیرونی حصہ بھی جسم کے عام حصوں میں شمار ہوتا ہے۔

مرد پر نظر کے سبب حرمت مصاہر

اگر دیکھنے والی عورت ہو تو مرد کے مخصوص عضو ہی کو دیکھنا موجب حرمت ہے، البتہ اس کا استادہ کھڑا ہونا شرط نہیں ہے، کیونکہ یہ بھی محرک زنا ہے، بلکہ اس میں اندیشے کچھ زیادہ ہی ہے ،عضو مخصوص کے علاوہ مرد کے بدن کے کسی اور حصے کو دیکھنے سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔

خسر کا بہو کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنا

بیٹے کی غیر موجودگی میں یا اس کے دوسرے ممالک میں قیام ہونے کی وجہ سے گھر میں باپ اپنے اپنی بہو پر غلط نظر ڈالتا ہے، یہ اخلاقی گراوٹ کی بدترین مثال ہے، اس کو اسلام ہی نہیں دنیا کے ہر مقدس مذہب اور مہذب سماج میں مذموم مانا جاتا ہے، اور اس ذہنیت کے لوگوں کو نفرت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے، ظاہر ہے کہ اس طرح کی حرکت کرنے والوں کے ساتھ یہ رعایت کا کوئی قائل نہیں ہے، اچھے معاشرے میں اس طرح کے واقعات بہت کم پیش آتے ہیں یہ کھلی معصیت بھی ہے، چھیڑ چھاڑ سے کیا مراد ہے اگر بہو سے چھیڑ چھاڑ کپڑے کے اوپر سے دست درازی ہو یا گفتگو اور بے جا نظر بازی سے ہو جائے جو بداخلاقی کی مثال تو ہے لیکن اس سے حرمت ثابت نہیں ہوتی ہاں، اگر چھیڑ چھار جنسی اعتبار سے ہو مثلا بوس وکنار وغیرہ ہو اور یہ دست درازی شہوت کے ساتھ ہو تو اس سے حرمت ثابت ہوگی، یعنی خسر کی اس حرکت سے

عورت اپنے شوہر پر حرام ہو جائے گی، اگر شہوت والا عمل غلطی سے ہو جائے یا انجانے میں تب بھی حرمت ہو جائیگی۔

سالی کے ساتھ زنا کا حکم

اگر چہ یہ فعل بھی بہت زیادہ قبیح ہے لیکن اس سے بیوی حرام نہیں ہوتی ہے، کیونکہ مصاہرت سے جو رشتے حرام ہوتے ہیں، ان میں بہن نہیں ہیں یعنی بیوی سالی کی نہ اصول میں سے ہے نہ فروع میں سے ہے، بخاری شریف کی ایک روایت ہے حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے جب کوئی شخص اپنی سالی یعنی بیوی کی بہن سے زنا کرلے تو اس پر اس کی بیوی حرام نہیں ہوتی ہے، (۱) البتہ سالی سے اگر وطی بالشبہ ہو تو موطوہ کی عدت تین حیض گزرنے تک بیوی سے جماع نہیں کرسکتا اور اگر زنا کیا ہے تو جب تک سالی کو حیض نہ آجائے بیوی سے جماع نہیں کرسکتا تاکہ دو بہنوں کو جمع کرنا لازم نہ آئیں۔

پیشانی چومنے یا معانقہ کرنے کا حکم

ہمارے معاشرے میں یہ دستور ہے کہ وداعی تقریب یا استقبالیہ ملاقاتوں میں باپ جو اپنی لڑکی کی پیشانی کو چومتا ہے یا بیٹی باپ کی پیشانی پر چومتی ہے اس سے حرمت مصاھرت ثابت نہ ہوگی، اور جب شادی شدہ لڑکی سسرال سے میکہ آتی ہے تو والد پیشانی چومتا ہے، اور والدہ بھی اس کی پیشانی چومتی ہے، بعض دفعہ بیٹی باپ سے چمٹ جاتی ہے اور باپ اس سے معانقہ کرتا ہے اور کبھی بھائی کے ساتھ بھی اس صورت پیش آتی ہے، جب کہ اس وقت بظاہر دونوں طرف سے شہوت کا احساس نہیں ہوتا تو اس صورت میں اگر دونوں میں سے کوئی ایک

---

(۱) قال عکرمۃ عن ابن عباس: "اذا زنی باخت امراتہ لم تحرم علیہ امراتہ" مختصر صحیح بخاری، ۳۵۸/۳

شہوت کا مدعی نہیں ہے تو حرمت مصاہرہ ثابت نہیں ہوگی، مگر اس زمانہ میں فتنہ کا قوی اندیشہ ہے اب یہ وہ زمانہ نہیں رہا کہ سسر اپنی بہو کے پیشانی کو چومے یا والد اپنی بیٹی معانقہ کریں ،غذاؤں ودواں کے حرام ہونے کی وجہ سے علماء یہ فرماتے ہیں کہ اب یہ کام بھی نہ کریں اگر چہ باپ کا بوسہ لینا یہ جائز ہے، حضور ﷺ کا آپ کی اپنی لخت جگر حضرت فاطمہؓ کا بوسہ لینا، حضرت ابوبکرؓ کا اپنی بیٹی حضرت عائشہؓ کا بوسہ لینا ثابت ہے۔(۱))

چچی اور ممانی سے پردہ کرنا چاہیے

ہمارے معاشرہ میں ایک غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ ممانی سے چچی سے پردہ نہیں کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ شریعت میں ممانی سے اور چچی سے پردہ نہیں ہے بھی پردہ کرنا لازم ہے چچی سے پردہ کرنا لازم ہے چچانی کے سامنے بے پردہ آنا جائز نہیں ہے ممانی کے سامنے پردہ بے پردہ آنا جائز نہیں ہے ممانی کو بھی شریعت میں پردہ کرنے کا حکم ہے لیکن کتنے لوگ سمجھتے ہیں کہ ممانی سے پردہ کرنا ہے چچی سے پردہ کرنا لوگ کہتے ہیں چچا باپ کے برابر ہے ہم نے کب کہا چچا سے پردہ کرو، ہم نے کب کہا کہ چچا سے پردہ کرو ہم کہہ رہے ہیں چچی سے پردہ کرو، چچی ماں کے برابر ہے کوئی حدیث دکھاؤ چاچا کے مرنے کے بعد چچی سے نکاح کرنا جائز ہے ماموں کے مرنے کے بعد ممانی سے نکاح کرنا جائز ہے تو جن سے نکاح جائز ہے ان سے پردہ کرنا

---

(۱) عَنْ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ، قَالَتْ: " مَا رَأَيْتُ أَحَدًا أَشْبَهَ سَمْتًا , وَدَلًّا , وَهَدْيًا بِرَسُولِ اللهِ فِي قِيَامِهَا , وَقُعُودِهَا مِنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَتْ: وَكَانَتْ إِذَا دَخَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ إِلَيْهَا فَقَبَّلَهَا , وَأَجْلَسَهَا فِي مَجْلِسِهِ، وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ مِنْ مَجْلِسِهَا فَقَبَّلَتْهُ وَأَجْلَسَتْهُ فِي مَجْلِسِهَا"،"المستدرک ، حدیث : ۴۷۳۲

جیٹھ، دیور، بہنوئی، چچا، ماموں اور پھوپھی خالہ کے لڑکے بھی غیر محرم ہیں، کیوں کہ ان سے نکاح جائز ہے، مگر ہمارے معاشرہ میں ان سے کامل پردہ مشکل ہے۔

امیر شریعت مدراس کا اہلیہ کو نصیحت

نکاح سے پہلے گھر ماحول نہ ہونے کی وجہ سے یا علم نہ رکھنے کی وجہ سے بعض لڑکیاں اپنے ماموں زاد، خالہ زاد، پھوپھو زاد بھائیوں سے باتیں اور بے پردہ رہتی ہے لیکن جب ان کو سمجھانے یا مسئلہ بتادے تو اس پر عمل شروع ہوجاتا ہے، ہمارے اکابر میں حضرت امیر شریعت مدراس بڑے بزرگ گذرے ہیں، جب ان کا نکاح ہوا، نکاح کے دوسرے دن خالہ زاد بھائی بیوی سے ملاقات کے لئے آیا تو ملاقات کے بعد اپنی اہلیہ کو شریعت کا حکم بتایا اور کہا کہ اس پر عمل کرو اور اب ان سے نہ گھر سے باہر ملاقات ہوگی اور نہ ان سے بات ہوگی، تو اسی وقت سے ان کی اہلیہ نے عمل کرنا شروع کردیا۔

مفتی سعید احمد پالنپوری ؒ کی رائے

اول: تو ہندوستانی مسلمانوں کی معیشت کمزور ہے، ہر ایک کا گھر علاحدہ نہیں ہوسکتا۔

دوم: ہندو معاشرہ کا مسلمانوں کے معاشرہ پر اثر پڑا ہے، اور اختلاط عام ہوگیا ہے، اس لیے ان کے معاملہ میں بھی دو شرطوں کے ساتھ تخفیف مناسب معلوم ہوتی ہے:

اول: بغیر اجازت لیے یہ لوگ اچانک گھر میں نہ آئیں، جب بھی آئیں پہلے آگاہ کریں، تاکہ عورت خود کو سنبھال لے اور مذکورہ اعضاء (یعنی چہرہ ہتھیلی اور پیر) کے علاوہ باقی جسم کو ڈھانک لے۔

دوم: یہ لوگ تنہائی میں جمع نہ ہوں، اور بے تکلفی سے باتیں نہ کریں۔

حدیث میں ہے کہ عورتوں کے پاس تنہائی میں جانے سے بچو! ایک انصاری نے پوچھا: جیٹھ، دیور کا کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جیٹھ، دیور "موت" ہیں! یعنی بڑا فتنہ ہیں، کیونکہ جیٹھ، دیور کی بھاوج سے بے تکلفی ہوتی ہے، اس لیے فتنہ پیش آنے میں دیر نہیں لگتی، اور یہی حکم سالیوں کا ہے، ان کے ساتھ بھی بہنوئی کی بے تکلفی ہوتی ہے، اس لیے فتنہ پیش آتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جیٹھ، دیور اگر چہ غیر محرم ہیں، مگر چوں کہ ان کے ساتھ ہر وقت رہنا ہوتا ہے، اس لیے ان کے ساتھ تنہائی اور بے تکلفی تو جائز نہیں، مگر باقی پردے میں تخفیف ہے۔ (۱)

بیوی کو علیحدہ گھر میں رکھنے کا حکم

بیوی کے نفقہ میں اس کے لئے رہائش کا انتظام کرنا بھی شامل ہے، فقہاء کرام نے نفقہ کی تعریف میں رہائش کو بھی شامل کیا ہے۔ بیوی کے لئے رہائش کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ تم اپنی بیوی کے ساتھ جنت میں رہو۔

"وَقُلْنَا يَآدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ" (۲)

اس آیت کریمہ میں حضرت آدم کو مخاطب کرتے ہوئے ان کے ساتھ ان کی بیوی کے رہنے کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ بیوی کی رہائش کی ذمہ داری مرد پر ہے، نیز میاں بیوی کو ساتھ میں رہنا چاہیئے۔

شوہر کے ذمہ ہے کہ بیوی کی رہائش کے لیے ایسا انتظام کرے جہاں اس کے ذاتی

(۱) ہدایت القرآن، سورہ نور، آیت: ۳۱

(۲) سورۃ البقرۃ: ۳۵

امور میں کوئی مداخلت نہ کرے یا تو الگ گھر کا انتظام کرے اور اگر الگ رہائش کی صورت نہیں بنتی تو اپنی والدہ کے گھر میں ہی ایک الگ کمرہ دے جس میں باتھ روم غسل خانہ بھی ہو اور باورچی خانہ بھی، اگر شوہر یہ انتظام کر دیتا ہے تو اس کے بعد بیوی کو مستقل الگ رہائش کے مطالبہ کا حق نہیں۔

اور اگر شوہر زیادہ مال دار ہے اور اس کی استطاعت ہے کہ وہ مستقل طور پر علیحدہ گھر کا انتظام کرے اور بیوی بھی شریف اور اعلی خاندان سے تعلق رکھتی ہے تو بیوی کو الگ گھر کے مطالبے کا حق ہوگا، لیکن شوہر کی حیثیت کو مدنظر رکھ کر درمیانے درجے کے گھر کا انتظام لازم ہوگا۔(۱)

جوائنٹ فیملی میں بعض دفعہ بیوی کو واقعی تکلیف ہونے لگتی ہے، شوہر کے رشتہ دار مثلاً اس کی ماں بہن (نند) وغیرہ ستاتی ہیں، ایسی صورت میں بیوی الگ مکان کا مطالبہ کر سکتی ہے، مرد پر لازم ہے کہ بیوی کے لئے الگ مکان کا انتظام کرے، لیکن اگر بیوی نے صبر وقناعت سے کام لیا تو اسے ثواب ملے گا۔(۲)

واضح رہے کہ بیوی کا اپنے نام پر مکان لینے کا مطالبہ کرنا درست نہیں، کیوں کہ بیوی کی رہائش کا انتظام کرنا واجب ہے، خواہ کرایہ کے ذریعہ ہو یا ذاتی مکان ہو۔

حضرت تھانویؒ لکھتے ہیں:

چوں کہ شرعاً عورت کو حق حاصل ہے کہ شوہر کے ماں باپ سے علیحدہ رہے، اور اگر وہ

---

(۱)"تجب السكنى لها عليه في بيت خال عن أهله و أهلها إلا أن تختار ذلك كذا في العيني شرح الكنز.(كتاب الطلاق، الباب السابع عشر في النفقات، الفصل الثاني في السكني، ۱/ ۵۵٦، ط: دار الفكر)فتاوی بنوری ٹاؤن

(۲) ہندیہ:۱/۵۵٦،فتاوی قاضیخان:۲۰۹

اپنے حق جائز کا مطالبہ کرے گی تو شوہر پر اس کے حق کا ادا واجب ہوگا، اور واجب کا ترک معصیت ہے، اور معصیت میں کسی کی اطاعت نہیں، لہذا اس انتظام کو نہ بدلیں۔(۱)

مفتی محمود حسن گنگوہی رحمہ اللہ اسی طرح کے ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں:

مرد کے ذمہ واجب ہے کہ عورت کو ایک مکان علیحدہ رہنے کے لیے دے کہ اس مکان میں شوہر کے ماں باپ بہن بھائی وغیرہ نہ رہتے ہوں، بلکہ وہ پورا بیوی کے قبضہ وتصرف میں ہو، اور مکان سے مراد ایک کمرہ یا کوٹھا ہے جس کو عربی میں ''بیت'' کہتے ہیں، لہذا اگر صحن وغیرہ مشترک ہو جس کو شوہر کے دوسرے عزیز بھی استعمال کرتے ہوں اور بیوی بھی تو اس کو مطالبے کا حق نہیں کہ میرا صحن بھی مستقل ہونا چاہیے، اس میں بھی کسی کی شرکت نہ ہو۔ یہ اس وقت ہے جب کہ شوہر اور بیوی دونوں زیادہ مالدار نہ ہوں، بلکہ متوسط درجے کے ہوں، اگر مالدار ہوں اور شوہر میں اس قدر استطاعت ہو کہ کوئی مستقل گھر علیحدہ بیوی کو دے سکتا ہے، خواہ خرید کر، خواہ کرایہ پر، خواہ عاریت پر جس کا صحن وغیرہ بھی علیحدہ ہو جس کو عربی میں ''دار'' کہتے ہیں، تو عورت کو اس مطالبے کا حق حاصل ہے۔(۲)

گھر میں اجازت لیکر داخل ہوا گرچہ ماں یا بہن ہو

مؤطا امام مالک میں روایت ہے کہ ایک صحابی نے آپ ﷺ سے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ کیا میں اپنی والدہ سے بھی اجازت لوں آپ ﷺ نے جواب دیا ہاں۔ جب بھی گھر میں داخل ہو تو اپنی والدہ سے اجازت لو، اس نے جواباً کہا: میں گھر میں اپنی والدہ کے ساتھ رہتا ہوں! آپ ﷺ نے جواب دیا تم اذن لے کر داخل ہوا کرو، اس نے جواب دیا کہ

---

(۱)(امداد الفتاویٰ، 2/525)

(۲)فتاویٰ محمودیہ، ج:13، ص:447،448، ط: جامعہ فاروقیہ کراچی

میں ہی اپنی والدہ کی ہمیشہ خدمت کرتا ہوں! آپ ﷺ نے جواب دیا: تم ضرور اجازت لیا کرو کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ تم اپنی والدہ کو مکروہ حالت میں دیکھو؟ تو اس صحابی رسول ﷺ نے فوراً کہا نہیں! اللہ کے رسول ﷺ میں اب ضرور اجازت لیا کروں گا۔(۱)

عطاء فرماتے ہیں میں نے ابن عباس ؓ سے پوچھا:

"أأستأذن على أختي، فقال: نعم، فأعدتُ، فقلتُ: أختان في حجري، وأنا أموّنهما، وأنفق عليهما، أستأذن عليهما، قال: نعم، أتحبّ أن تراهما عريانتين"(۲)

"کیا میں اپنی بہن سے بھی اجازت لے کر داخل ہوا کروں؟ تو انہوں نے کہا: ہاں۔ میں نے دہرایا کہ: میں اپنی دو بہنوں کے ساتھ رہتا ہوں اور ان کی سرپرستی اور ان کی دیکھ بھال بھی کرتا ہوں تب بھی اجازت لوں؟ تو جواب ملا کہ: ہاں کیا تمہیں یہ بات پسند ہے کہ تم انہیں نامناسب حالت میں دیکھ لو؟؟؟"

معلوم ہو کہ جب بھی گھر میں یا کمرہ میں داخل ہوں تو ضرور بضرور اجازت لینی چاہئے اور اس وقت تک داخل نہ ہوں جب تک اجازت نہ مل جائے۔

کسی کے گھر میں بغیر اجازت نظر ڈالنے پر وعید

اسلام کا حکم یہ ہے کہ نظر کی حفاظت کی جائے کیونکہ نظر ان وسائل میں سے ہے جس سے ایسے فتنے جنم لیتے ہیں جو معاشرے میں بگاڑ پیدا کرتے ہیں اسی خطرہ کے پیش نظر اگر صاحب بیت کسی جھانکنے والے کی آنکھ پھوڑ دے تو اس پر کوئی حرج اور جرمانہ نہیں۔

(۱) موطا امام مالک، باب استئذان
(۲) امام البانی نے اسے صحیح کہا ہے دیکھئے سلسل ※ ا لصحیح ※ رقم: 3636

سیدنا ابو ہریرہؓ رسول ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

”مَنِ اطَّلَعَ فِي بَيْتِ قَوْمٍ مِنْ غَيْرِ إِذْنِهِمْ حَلَّ لَهُمْ أَنْ يَفْقَئُوا عَيْنَهُ“(۱)

ترجمہ: جو شخص کسی کے گھر میں جھانک رہا ہو تو گھر والوں کے لئے حلال ہے کہ وہ اس کی آنکھ پھوڑ دیں“۔

سیدنا سہل بن سعدؓ روایت کرتے ہیں ایک شخص آپ ﷺ کے حجرے میں جھانک رہا تھا اور آپ ﷺ کے ہاتھ میں کنگھا تھا جس سے آپ ﷺ کنگھی فرما رہے تھے اس شخص کو آپ ﷺ نے، فرمایا: ”اگر میں یہ جان لیتا کہ تم اس طرح جھانک رہے ہو تو میں یہ کنگھا تمہاری آنکھ میں مار دیتا اجازت طلب کرنے کا سبب یہی نظر ہے“۔(۲)

ایک اور روایت میں سیدنا انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا ”اگر کوئی شخص تمہارے گھر میں بغیر اجازت کے جھانک رہا ہو اور تم نے اس کی آنکھ پتھر سے پھوڑ دی تو تم پر کوئی حرج (گناہ) نہیں“۔(۳)

حرمت مصاہرت کے دو واقعات

بتاریخ 6 جون 2005ء کو چرتھاول گاؤں، ضلع مظفر نگر اتر پردیش، میں عمرانہ کا واقعہ پیش آیا، ایک گاؤں میں عمرانہ نامی ایک عورت کے خسر نے اس کو اپنی ہوس کا شکار بنالیا، جس پر وہاں کے جاہلوں کی پنچایت نے ایک قانون پاس کیا کہ وہ عورت اب اپنے اس کے

(۱) صحیح مسلم: کتاب الآداب، باب تحریم النظر فی بیت غیرہ

(۲) صحیح البخاري: کتاب الاستئذان، باب من اطلع فی بیت قوم

(۳) تفسیر القرطبي: 12/220

خسر کے ساتھ شادی کر لے،علماء نے یہ فتویٰ دیا کہ وہ عورت نہ اس کے خسر کے لئے حلال ہے، نہ اس کے شوہر کے لئے حلال ہے، بلکہ وہ دونوں پر حرام ہے ،اخبارات جرائد و رسائل اور الیکٹرانک میڈیا سب کے سب اس وقت اسی گھناونے اور شرمناک واقعہ کے تذکرے اور اس پر تبصرے میں ہمہ تن مشغول رہے ایسا لگتا ہے کہ اس دور کا سب سے بڑا مسئلہ ان کے نزدیک یہی ہے۔

دوسری مثال خود شہر حیدرآباد میں ’’آمنہ‘‘ نامی لڑکی والا معاملہ ہے،میڈیا نے اس کی ایسی تشہیر کی کہ آج تک اس لڑکی کا نکاح نہیں ہوسکا، اگر کسی سماج میں اس طرح کے خراب واقعات پیش آجائے تو خاندان کے لوگوں کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کی زیادہ تشہیر نہ ہونے پائے، تشہیر سے انہیں اپنی رسوائی کا احساس ہوتا ہے تو اس پہلو سے سوچئے کہ عمرانہ کے والدین اور ان کے اقارب پر کیسی قیامت گزری ہوگی اور وہ کس طرح سماج سے اپنا منہ چھپاتے ہوں گے، کچھ لوگ چاہتے ہیں کہ مسلمان ایسے واقعات میں الجھ جائے اور انہی بے جا اور بے فائدہ بحثوں کے اسیر بنے رہیں،اور ہماری نا سمجھی یہ ہے کہ ہم ان کے ایجنڈے کی تکمیل کا ذریعہ بن جاتے ہیں،اور ایسی نامعقول باتوں میں الجھ کر رہ جاتے ہیں،عمرانہ سے متعلق واقعہ اگر صحیح ہے تو اس بدبخت سسر کے بعد سب سے بڑا جرم ذرائع ابلاغ کا ہے جس نے ساری قوم کے سامنے اسے بے آبرو کر دیا۔

عورت کا کیا قصور

عورت کا کیا قصور؟ جب خسر نے بہو کے ساتھ جنسی چھیڑ چھاڑ کی تو خسر کو سزا ہونا چاہیے اس کو جیل میں ڈالنا چاہیے! اس پر کفارہ مقرر کرنا چاہیے! اس پر دم لازم کرنا چاہیے! عورت کا کیا قصور؟ خسر کی اس حرکت سے عورت اپنے شوہر پر حرام کیوں ہو جائے گی؟ میاں بیوی تو بے قصور

ہے ان کا نکاح کیوں ختم ہو رہا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اس حکم میں حرمت کو عورت کے حق میں سزا سمجھنا ہی غلط ہے، یہ تو سزا ہی نہیں تو یہ سوال بھی سرے سے ساقط ہو جاتا ہے کہ اس کا قصور کیا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ یہاں اس عورت کا کوئی قصور ہے نہ اس کا حق نہ کوئی سزا ہے، بلکہ یہ حکم دراصل نتیجہ ہے مثال کے طور پر ایک شخص کو کسی نے زبردستی زہر کھلا دیتا ہے اور اس کے نتیجے میں وہ زہر کھانے والا مر جاتا ہے، اب اگر کوئی یہ سوال کرے کہ اس زہر کھانے والے کا کیا قصور ہے، جس کو زبردستی زہر دیا گیا؟ اور اگر اس کا کوئی قصور نہیں تو یہ کیسے مر گیا؟ تو اس کا جواب سب یہی دیں گے کہ موت کا واقع ہونا زہر ہے کا ایک اثر اور نتیجہ ہے اس میں کسی کا قصور ہو یا نہ ہو زہر اپنا اثر ضرور دکھاتا ہے۔

دوسری مثال اس طرح سمجھی جا سکتی ہے کہ ایک شخص ایک آدمی کو قتل کر دیتا ہے اور جس کا قتل کیا گیا وہ بالکل بے قصور ہوتا ہے مگر ہر کوئی جانتا ہے کہ قتل ہونے میں اس مقتول کا بے قصور ہونا ضروری نہیں، بلکہ عموماً جو لوگ قتل ہوتے ہیں وہ بے قصور ہی ہوتے ہیں، مگر کیا اس کی وجہ سے کہنا صحیح ہو گا کہ بے قصور ہے، اس لیے اس پر تلوار کا اثر مرتب نہیں ہونا چاہیے؟

معاشرت کی ایک مثال جیسا کہ ایک شوہر اپنی بیوی کو بلا وجہ طلاق دیتا ہے عورت کا کوئی قصور نہیں ہوتا مگر اس کے باوجود یہ طلاق واقع ہو جاتی ہے، یہاں کوئی یہ نہیں کہتا کہ طلاق کیسے پڑ گئی، جبکہ عورت نے کوئی قصور نہیں کیا؟ وجہ اس کی یہی ہے کہ طلاق دینے سے طلاق کا پڑ جانا، اس فعل کا ایک لازمی نتیجہ ہے، قصور ہو یا نہ ہو ہر صورت میں یہ واقع ہو کر رہے گا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ان سب مثالوں میں غور کیجئے مرضی اور خوشی بھی نہیں اور قصور بھی نہیں، مگر اس کے باوجود فعل کے نتیجے کو تسلیم کیا گیا ہے، اسی طرح سمجھنا چاہیے اس مسئلہ میں کہ اس عورت کا اگرچہ کوئی قصور نہیں ہے اور اس کے باوجود یہ حکم حرمت اس فعل کا لازمی نتیجہ ہے، ہاں

اس کے قصور نہ ہونے کی وجہ سے اس پر آخرت میں کوئی مواخذہ نہ ہوگا، اور وہ سزا پائے گا جس نے یہ فعل قبیح کیا ہے۔

معاشرہ میں پائے جانی والی خرابیاں

ہمارے معاشرہ میں بعض خرابیاں ایسی ہیں کہ جس کے سننے سے بعض مرتبہ علماء کرام کو یہ اندیشہ ہونے لگتا ہے کہ شاید یہ نکاح حرمت مصاہرت کی وجہ سے ختم ہوگیا ہو، جیسا کہ

★ بعض سسر کے بارے میں ایسی خبریں ملتی ہے کہ سسر صاحب کے بہو پیر دبائیں تو ہی سسر صاحب کو نیند آتی ہے، اور اس کے لئے شوہر خود اپنے والد کے پاس بھیجتا ہے، اور یہ خدمت کا کام تنہائی میں ہوتا ہے۔

★ بعض گھرانوں میں سسر صاحب اپنے بہو کے ہاتھ کا ہی کھانا کھاتے ہیں، سامنے بیٹھنا، اور بہو کے ساتھ ہی کھاتے ہیں۔

★ دارالعلوم حیدرآباد کے مفتی جمال الدین صاحب مدظلہ العالی کے پاس ایک صاحب نے مسئلہ معلوم کیا کہ سسر صاحب نے تقریب کے موقعہ پر بہو کو بوسہ لیا تو بتائیں تقریب کے موقعہ پر خواتین بن سنور رہتی ہے، اس موقعہ پر کوئی ایک جوان لڑکی کو بیٹی سمجھ کر بوسہ لیتا ہے؟ اس وقت نیت بیٹی کی ہوسکتی ہے؟ جب ان کو زور دیکر پوچھا گیا کہ بوسہ دیتے وقت آپ کیا نیت تھی؟ سسر صاحب نے کہا کہ خوبصورت دیکھی تو میں نے بوسہ لے لیا۔

★ بعض دیندار لوگ بڑے شور سے یہ نعرہ لگاتے ہیں کہ ہماری زندگی میں سو فیصد دین آجائیں لیکن کیا پردہ کے بغیر دین آجائیں گا؟ بعض دیندار کہلوانے لوگ بھی ان مسائل سے واقف نہیں ہیں

★ چالیس سال میں آدمی خسر بنتا مگر ذہن ساٹھ سال والا عمر کا ہی ہوتا ہے، تو خسر سے آمنا سامنے نہ ہو، عورت کی کشش اچھے اچھے دیندار لوگوں کو حرمت کے کام میں مبتلا کرتی ہیں'' النساء حبائل

الشیطان۔

★ گھر کا ماحول خوشگوری کے برقراری کے لئے ساس کا بڑا کردار ہوتا ہے، بعض گھرانوں سے یہ خبر ملتی ہے کہ بہو کے روزانہ نہانہ پر ساس بہو کو غصہ کر رہی ہیں، حالانکہ نہانے اور غسل کے واجب ہونے میں بیٹے کا کردار ہوتا ہے، لیکن غصہ بہو کو کیا جاتا ہے، یہ ساس نہیں خناس ہے۔

★ بعض گھرانوں میں چھوٹی غلطیوں پر نند بھاوج کو چپل، جوتا، تھپڑ، لات مارتی ہے، اور جب اس کی خبر بھائی یعنی شوہر کو ملتی ہے تو خبیث کہتا ہے وہ میرے بڑے باجی مجھے بھی مار کر بڑا کیا ہے، اگر بڑے مار دے تو اس کو برا نہیں سمجھنا چاہیے۔

★ حرمت مصاہرت کی وجہ سے نکاح ٹوٹ گیا تو بدنامی کے ڈر سے یا عزت کی خاطر حرام کی زندگی گذار رہیں ہے، یعنی عزت کے خاطر حرام رشتہ پر برقرار رہنا چاہتے ہیں۔

★ والدہ کا انتقال ہو جائیں تو اولاد اپنے والد کا نکاح کرانے کو عیب سمجھتے ہیں، اگر والد خود کر لیتے ہیں تو اولاد اپنے تعلقات ختم کر دیتے ہیں، اور یا آنے والی عورت کو نیچی (ناپسندیدہ) نظر سے دیکھتے ہیں، یہ سماج کی بہت بڑی غلطی ہے۔

★ ایک لڑکا ایک عالم صاحب کے پاس آیا اور کہا کہ کچھ بھی نیک کروں مگر خیال آتا کہ میں حرام کا ہوں میرے والدین ماموں بھانجی ہیں۔

معاشرت کے چند آداب

اسلام میں اجازت کے آداب بہت واسع اور جامع ہیں صرف گھر میں داخل ہونے کے لئے نہیں بلکہ یہ تمام آداب مجالس اور دیگر مقامات کے لئے بھی موزوں ومفید ہیں چنانچہ ان آداب کے ساتھ ساتھ داخل ہوتے وقت مندرجہ ذیل اہم امور جو کہ کتاب وسنت سے ثابت ہیں ان کا کا خیال رکھنا چاہئے:

★اجازت لینا ایک عمدہ اخلاق اور عالی ظرف میں سے ہے اس کا اہتمام قرآن وسنت سے ثابت شدہ ہے۔

★اجازت لینا مردو خواتین کے لئے یکساں ہے اس میں عزیز واقارب بھی شامل ہیں۔

★اجازت لینے کے لئے سلام کہنا اور پھر اجازت لینا مشروع ہے۔

★اجازت تین دفع سے زیادہ نہیں لینی چاہئے، اور نہ ملنے پر لوٹ جانا چاہئے۔

★اجازت لیتے وقت اپنا نام بتانا چاہئے اور دروازے کے سامنے کھڑا نہیں ہونا چاہئے۔

★اجازت لینے کے لئے گھر کے مالک اور قائم مقام کی اجازت معتبر ہے۔

★انسان داخل ہوتے وقت اپنی نگاہ نیچے رکھے کیونکہ استئذ ان کی علت نظر ہی ہے۔

★جہاں گھر والے بیٹھنے کا کہیں وہیں بیٹھنا چاہئے اس سے تجاوز نہیں کرنا چاہئے

★بیٹی کو بالخصوص مشتہاۃ لڑکی کو اپنے ہاتھ پر سلانا اس سے گریز کرنا چاہیے۔

★اپنے خسر کی جسمانی یعنی بدنی خدمت کرنا یہ اکثر علالت کے زمانے میں ہوتا ہے اس سے بھی گریز کرنا چاہیے۔

★داماد کا بیمار ساس کی کو گود میں اٹھا کر گاڑی میں بٹھانا یا دواخانہ لے جانا۔

★بہو یا داماد کے ساتھ بے تکلفی اختیار کرنا حکیم الامت شیخ علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ پردہ کے واجب ہونے کی علت فتنہ ہے، اس لیے جوان ساس جوان سسر سے بھی اگر چہ کہ وہ محرم ہیں مگر بے تکلفی وتنہائی اور بے جا اختلاط سے احتیاط کرنا چاہیے۔

★بے جا ساس کا داماد ساس سے معانقہ کرنا یا بہو کا سسر کے ساتھ تنہائی اختیار کرنا ہے۔

★جب ماں کا انتقال ہو جائے تو والد محترم کا بالخصوص جب وہ صحت مند ہو تو دوسرا نکاح کرنے میں کسی سماجی دباؤ، یا روایتی بے جا شرم وحیاء کو رکاوٹ نہیں بننے دینا چاہیے۔

★بیوی اور بیٹی، ساس اور بیوی، ماں اور بیوی کو ایک قسم کے ایک رنگ کے کپڑے نہیں پہنا رکھنا چاہیے۔

★بالغ ہونے کے بعد بیٹے اور بیٹیوں کے بستر علاحدہ کریں۔

★شوہر کا حصول روزگار کے لیے بیرون ملک سعودیہ وغیرہ میں لمبی مدت قیام کرنا،گھروں میں شرعی پردے کا نہ ہونا بھی اکثر وبیشتر حرمت مصاہرت کے ثابت ہونے کا سبب بن رہا ہے۔

★شوہر کو جب اپنے ناخلف لڑکوں یا بے حیا باپ کی طرف سے کسی فاسد نیت یا شرارت کا اندیشہ ہو وہ تو اپنی بیوی کو علیحدہ مکان میں رکھے۔

★بڑھتی عمر میں اپنی خواتین کو ان مسائل میں باشعور بنانا اولین اور اہم حل ہے، قبل از حادثہ احتیاطی تدابیر ہے۔

★ماں اپنے بالغ لڑکوں کے بیڈ روم میں داخل ہونے کی انہیں اٹھانے، یا جگانے میں کسی اور بیٹے یا والد کا استعمال کرے تو بہتر ہے۔

★جن گاؤں میں بیت الخلاء اور حمام کچھ نہ کچھ کھلے رہتے ہیں، بڑے شہروں میں جہاں مکانات بہت تنگ بنائے جاتے ہیں اس طرف دھیان رکھنا چاہیے۔

★بیوی شوہر جنسی تعلق، مباشرت کا عمل کرتے وقت دروازہ بند کردیں، تاکہ کسی افراد خاندان میں داخل ہونے کا اندیشہ باقی نہ رہے۔

★بستر پر بیوی کے ہی ہونے کا اطمینان کر لینا چاہیے۔

★ساڑی، بلاؤز، یا مغربی لباس، نیم برہانہ لباس سے خواتین کو بچانا چاہیے۔

★والدہ کی جسمانی خدمت بالخصوص پیر اور کمر کی تیل مالش وغیرہ میں حد درجہ احتیاط، والد کو بھی چاہیے کہ بالغ واولاد سے جسمانی خدمت لینے سے احتراز کریں، بہو کو گاڑی پر بٹھا کر لے جانا جو کہ

بے ہودہ تہذیب کا عمل ہے۔

★ بہو بیٹی کے کمرہ میں تنہائی کے وقت چلے جانا اور اسی طرح داماد کا اپنے ساس کو پیچھے بٹھا کر لے جانا یہ بھی مناسب عمل نہیں ہے۔

اللہ سے دعاء ہے کہ اللہ ہم تمام کو شریعت پر عمل کرنے اور اس کو سمجھنے کی توفیق نصیب فرمائیں۔

(آمین) و اخر دعوانا الحمد للہ رب العالمین